محمد وسیم اختر مفتی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

(۳)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ذی الحجہ۳۱ھ (یا۳۲ھ،۶۵۲ء): حضرت ابوذر غفاری کا انتقال ربذہ ہی میں ہوا۔دم آخر اہلیہ، بیٹی اور ایک غلام کے علاوہ کوئی ان کے پاس نہ تھا۔اہلیہ رونے لگ گئیں تو حضرت ابوذر نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہا: ہمارے پاس کوئی کپڑا نہیں جو آپ کے کفن کے لیے پورا ہو جائے۔ بولے: مت رو، میں کچھ صحابہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص بیابان میں انتقال کرے گا اور اہل ایمان کی ایک جماعت اس کے جنازے میں شامل ہوگی (احمد، رقم ۲۱۳۵۹)۔ باقی سب اصحاب شہروں میں وفات پا چکے ہیں اور میں ہی بیابان میں دم دے رہا ہوں۔حضرت ابوذر نے یہ شرط بھی لگائی کہ ان کا کفن دینے والا گورنر، کسی محکمے کا منتظم، سرکاری قاصد یا اعلیٰ افسر نہ ہو۔ان کی اہلیہ دوڑتی ہوئی باہر ریت کے ٹیلے تک جاتیں، قافلے کی راہ تکتیں، پھر واپس آتیں اور حضرت ابوذر کی تیمارداری کرتیں۔ وفات سے کچھ دیر پہلے بیٹی سے کہا: باہر نکل کر دیکھو، کوئی گزر رہا ہے؟ انھوں نے بتایا: نہیں، تو کہا: ابھی میری آخری گھڑی نہیں آئی۔ پھر بکری ذبح کر کے پکانے کو کہا اور فرمایا: جو لوگ مجھے دفن کریں گے، صالحین ہوں گے۔ انھیں کہنا، ابوذر تمھیں قسم دیتا ہے کہ کھانا کھائے بغیر یہاں سے روانہ نہ ہوں۔ ہنڈیا پک گئی تو دوبارہ پوچھا: کوئی آتا نظر آ رہا ہے؟ بیٹی نے بتایا کہ ایک قافلہ آ رہا ہے۔ کہا: مجھے قبلہ رو کر دو۔ 'بسم اللّٰہ و باللّٰہ و علی ملة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم' کہا اور جان دے دی۔ان کی بیٹی نے قافلہ والوں کا استقبال کیا اور کہا: ابوذر کا دیدار کر لیں۔ پوچھا گیا: کہاں ہیں وہ؟ میت کی طرف اشارہ کیا گیا تو بولے:

اللہ نے ہمیں ان کے ذریعے سے عزت بخشی۔ قافلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے، فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا: ''تو اکیلا چلے گا، اکیلا فوت ہو گا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا۔'' سب نے مل کر حضرت ابوذر کو غسل دیا۔ ایک انصاری نوجوان حضرت ابوذر کی شرائط پر پورا اترتا تھا۔ اس نے اپنی اوڑھی ہوئی چادر دی، تھیلے سے دو کپڑے نکالے جو اس کی ماں نے خود بنے تھے (مستدرک حاکم، رقم ۵۴۵۲)۔ یہ کفن پہنانے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوذر کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ حضرت ابن مسعود کے علاوہ ان حضرات نے جنازہ میں شرکت کی: حضرت ابومفرز، حضرت بکر بن عبداللہ، حضرت اسود بن یزید، حضرت علقمہ بن قیس، حضرت حلحال ضبی، حضرت حارث بن سوید، حضرت عمرو بن عتبہ، حضرت ابن ربیعہ سلمی، حضرت ابورافع مزنی، حضرت سوید بن شعبہ، حضرت زیاد بن معاویہ، حضرت اخو قرثع ضبی اور حضرت اخو معضد شیبانی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر کی وفات کے دس دن بعد حضرت عبداللہ بن مسعود کو بھی خلد سے بلاوا آ گیا۔ شاذ روایت کے مطابق حضرت جریر بن عبداللہ نے حضرت ابوذر کا جنازہ پڑھایا۔ ایک گدھا، دو گدھیاں، کچھ بکریاں اور کاٹھیاں حضرت ابوذر کا ترکہ تھا۔

حضرت ابوذر کا خیمہ مہک رہا تھا، ان کی بیٹی نے بتایا: جان کنی کے عالم میں حضرت ابوذر نے کہا: میت پر ایسے لوگ حاضر ہوتے ہیں جو بو محسوس کرتے ہیں اور کھاتے نہیں۔ ان کے لیے پانی میں مشک ملا کر خیمے پر چھڑک دو۔ حضرت ابوذر کی وصیت کے مطابق اہل قافلہ نے کھانا کھایا اور جاتے ہوئے ان کے اہل خانہ کو ساتھ مکہ لے گئے۔ ان کی بیٹی کو سیدنا عثمان نے اپنے کنبے میں شامل کر لیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت ابوذر کے اہل خانہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ سفر نہ کیا، بلکہ سیدنا عثمان نے انھیں مدینہ لوٹ آنے کو کہا اور اپنے کنبے کے ساتھ رکھا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ابوذر غفاری کا قد لمبا، جسم بھاری (متضاد روایت کے مطابق دبلا)، رنگ سانولا اور ڈاڑھی سفید اور گھنی تھی۔ ایک روایت کے مطابق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یزید کا نام عطا کیا (مستدرک حاکم، رقم ۵۴۵۴)۔ ان کی اولاد اور بیویوں کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ملتیں، ایسی اطلاعات دینے کے شائق ابن سعد بھی اس باب میں خاموش ہیں۔ حضرت ابوذر کے اپنے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دو بیٹوں نے ان کی زندگی میں وفات پائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ''جس نے اپنے تین بیٹے آگے بھیج دیے، یعنی اس کی زندگی ہی میں انھوں نے وفات پائی، وہ اسے دوزخ سے بچانے کے لیے مضبوط قلعے کا کام دیں گے'' کے ضمن میں وہ بتاتے ہیں: میں نے دو بیٹے آگے بھیجے ہیں (ابن ماجہ، رقم ۱۶۰۶)۔ ان میں سے ایک حضرت عمیر غفاری نے غزوۂ ذوقرد

میں شہادت پائی۔ حضرت ابوذر نے اپنے آخری لمحات میں اس ارشاد نبوی کو نجات کا وسیلہ بتایا۔ یہ پتا چلتا ہے کہ ربذہ میں ان کے ساتھ جانے والی اہلیہ ان کی واحد بیوی نہ تھیں۔

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو کیسے پتا چلا اور کس طرح یقین آیا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ فرمایا: ابوذر، میں مکہ کے ریگ زار میں تھا کہ دو فرشتے آئے۔ ایک زمین پر اتر آیا اور دوسرا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہا۔ پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا: کیا یہ وہی ہیں؟ اس نے تائید کی تو کہا: ان کا ایک شخص کے برابر وزن کرو۔ تولا گیا تو میرا پلڑا بھاری رہا۔ پھر کہا: دس افراد ایک طرف رکھ کر تولو۔ وزن کیا گیا تو ترازو کا جھکاؤ میری طرف تھا۔ فرشتے نے کہا: اب سو آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو، تولنے پر میں ہی بھاری رہا۔ آخر کار اس نے کہا: ایک ہزار افراد ترازو کے ایک طرف رکھ کر وزن کرو، میرا وزن پھر بھی زیادہ ہی نکلا، جبکہ دوسرا پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ یہ سب افراد مجھ پر گر پڑیں گے۔ پہلا فرشتہ بولا: تم انھیں پوری امت کے ساتھ تولتے تو بھی ان کا وزن زیادہ ہوتا (سنن دارمی، رقم ۱۴)۔ پھر دونوں فرشتوں نے آپ کا پیٹ شق کر کے آب زمزم سے دھویا، سینہ چیر کر دھویا، دل نکالا، اسے کھول کر شیطانی اکساہٹیں اور خون کے لوتھڑے نکال کر پھینکے اور سکینت، ایمان اور حکمت اس میں انڈیل دیے۔ پھر زخم سی کر آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت بنائی۔ آپ نے بتایا کہ میں یہ تمام عمل اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا (تاریخ دمشق ۳/ ۴۶۴)۔ یہی عمل معراج کی رات آپ کے ساتھ دہرایا گیا۔ حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مکہ میں میرے گھر کی چھت پھٹی اور جبریل علیہ السلام آئے۔ انھوں نے میرا سینہ کاٹا، اسے آب زمزم سے دھویا، پھر سونے کا تھال لائے جو حکمت و ایمان سے پر تھا۔ اسے میرے سینے میں انڈیل کر سینہ بند کیا۔ میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا کی طرف پرواز کر گئے (بخاری، رقم ۱۶۳۶۔ مسلم، رقم ۳۳۴)۔ معراج کے واقعات بیان کرتے ہوئے حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا، ایک نور تھا جو مجھے نظر آیا (مسلم، رقم ۳۶۲۔ ترمذی، رقم ۳۲۸۲)۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے پر سفر کیا، حضرت ابوذر غفاری کو آپ نے پیچھے بٹھا لیا۔ دوران سفر میں فرمایا: اے ابوذر، اگر ایسا وقت پڑا کہ سخت بھوک کی وجہ سے لوگ بستر سے مسجد تک آنے کے قابل نہ رہے تو تم کیا کرو گے؟ انھوں نے کہا: اللہ و رسول بہتر جانتے ہیں (کیا کرنا ہوگا؟)، فرمایا: (ان حالات میں بھی) پاک دامنی اختیار کرنا۔ آپ نے پھر سوال فرمایا: اگر مرگ اس قدر پھیل گئی کہ لوگوں کے گھر قبرستان بننے لگے تو کیا کرو گے؟ حضرت ابوذر نے پھر جواب دیا: اللہ و رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: صبر کرنا۔ تیسرا سوال ارشاد ہوا: اے ابوذر، تو نے

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

اگر لوگوں کو ایک دوسرے کو قتل کرتے دیکھا حتیٰ کہ احجار زیت (مدینے کا ایک مقام جہاں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا ادا فرمائی تھی) ان کے خون سے ڈوب گیا تو تمھارا کیا ردعمل ہوگا؟ جواب وہی تھا کہ اللہ و رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ نے فرمایا: دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھے رہنا۔ حضرت ابوذر نے پوچھا: اگر مجھے پھر بھی نہ چھوڑا گیا؟ فرمایا: تم اپنے قبیلے والوں کے پاس چلے جانا۔ حضرت ابوذر نے مزید سوال کیا: تب میں بھی اسلحہ اٹھا لوں؟ آپ نے ارشاد کیا: تو تم ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ گے۔ اگر تلوار کی چمک نے تمھیں پریشان کر دیا تو اپنی چادر کا پلو منہ پر ڈال لینا تاکہ دوسرا تمھارا اور اپنا گناہ سمیٹ لے (ابوداؤد، رقم ۴۲۶۱۔ ابن ماجہ، رقم ۳۹۵۸۔ احمد، رقم ۲۱۲۲۲)۔

دن بھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کے بعد حضرت ابوذر غفاری مسجد نبوی میں سو جاتے۔ ایک دفعہ آپ نے انھیں نیند سے جگا کر پوچھا: لوگ جب تمھیں یہاں سے نکال دیں گے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا: میں شام چلا جاؤں گا جو انبیا کی سرزمین ہے۔ آپ نے سوال فرمایا: وہاں سے نکالا تو؟ جواب دیا: میں تلوار اٹھا لوں گا اور مرتے دم تک جہاد کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: میں تمھیں اس سے بہتر بات بتاتا ہوں، سمع و طاعت کرنا چاہے سیاہ فام غلام تمھارا حاکم بن جائے (احمد، رقم ۲۱۲۷۸)۔ دوسری روایت میں یہ بات اس طرح بیان ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: ابوذر، اس وقت کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم مسلط ہو جائیں گے جو مال غنیمت ہڑپ کر جائیں گے؟ حضرت ابوذر نے کہا: آپ کو مبعوث کرنے والے رب کی قسم، میں تلوار کاندھے پر رکھ کر اس سے لڑوں گا، حتیٰ کہ آپ سے آملوں گا۔ فرمایا: میں اس سے بہتر بات کی طرف تمھاری رہ نمائی کر دیتا ہوں، صبر کرنا حتیٰ کہ مجھ سے آن ملو (ابوداؤد، رقم ۴۷۵۹۔ احمد، رقم ۲۱۴۵۰)۔

ایک بار مشرکین مکہ غارت گری کر کے مدینہ کے باہر چرنے والے مویشی اٹھا لے گئے۔ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لیے مختص کن چری اونٹنی عضبا بھی تھی۔ مشرکوں نے جاتے جاتے ایک مسلمان عورت کو بھی قید کر لیا۔ رات ہوتی تو اونٹوں کو آرام کے لیے اپنے گھروں کے باہر میدان میں چھوڑ دیتے۔ ایک شب وہ غارت گر خواب غفلت میں سوئے ہوئے تھے کہ عورت نے اپنی رسیاں کھولیں اور میدان میں نکل آئی۔ وہ جس اونٹ پر ہاتھ پھیرتی، بلبلاتا۔ عضبا کے پاس پہنچی تو وہ سدھائی ہوئی، مطیع اونٹنی ثابت ہوئی۔ اس پر سوار ہوئی اور اللہ کو پکار کر قسم کھائی کہ وہ اسے بچا لے تو وہ اونٹنی کی قربانی کر دے گی۔ مدینہ پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی فوراً پہچانی گئی۔ عورت نے آپ کو نذر کے بارے میں بتایا تو فرمایا: اللہ نے تجھے اس اونٹنی کے ذریعے سے نجات دی ہے اور تو اسے ذبح کر کے بڑا برا بدلہ دے رہی ہے۔ معصیت خداوندی میں مانی جانے والی نذر پوری نہیں کی جاتی، نہ اس شے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کے بارے میں کی جانے والی نذر وفا کی جاتی ہے جو آدمی کی اپنی ملکیت نہ ہو (ابوداؤد، رقم ۳۳۱۶)۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ عورت حضرت ابوذر غفاری کی اہلیہ تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''روئے زمین پر اور آسمان کے سائے تلے، ابوذر سے زیادہ سچا لہجہ رکھنے والا کوئی نہیں'' (ترمذی، رقم ۳۸۰۱۔ احمد، رقم ۲۷۳۶۶)۔ آپ نے مزید فرمایا: ابوذر سے زیادہ عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت بھی کوئی نہیں رکھتا (ترمذی، رقم ۳۸۰۲)۔ حضرت ابوذر مجلس نبوی میں موجود ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کی ابتدا ان سے کرتے اور اگر نہ ہوتے تو ان کے بارے میں پوچھتے۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے میری خوراک ایک صاع (تقریباً تین سیر) کھجور رہی ہے، میں اللہ کے سامنے پیش ہونے تک اسے نہیں بڑھاؤں گا۔ حضرت ابوذر کا وظیفہ چار ہزار درہم سالانہ تھا، اس سے سال بھر کا راشن ڈال لیتے اور باقی سکوں میں تبدیل کرا لیتے جو سونا چاندی نہ ہوتے۔ ان کی باندی نے کہا: کچھ رقم ناگاہ ضرورت یا اچانک آ جانے والے مہمان کے لیے رکھ لیں تو کہا: میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی ہے کہ کوئی مال سونا یا چاندی، جسے ذخیرہ کیا گیا، اپنے مالک کے لیے انگارا بن جائے گا۔ حضرت ابوالدرداء نے گھر تعمیر کرایا تو حضرت ابوذر غفاری نے کہا: دیکھو وہ ایسا گھر بنا رہا ہے جسے اللہ نے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ ایک زمانہ آیا کہ حضرت ابوذر کی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت امام مالک اور حضرت سفیان ثوری نے بھی عزلت کی زندگی اختیار کر لی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا علی کے سب سے بڑھ کر وفادار یہ چار اصحاب رسول تھے: حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمار بن یاسر، حضرت مقداد بن اسود اور حضرت سلمان فارسی۔ انھیں وہ ارکان اربعہ کا نام دیتے ہیں، جبکہ حضرت بلال، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت محمد بن ابوبکر اور حضرت جابر بن عبداللہ کو مخلصین میں شمار کرتے ہیں۔

[باقی]